© rasailojaraid.com

غیر مسلم رشتہ دار اور پڑوسی سے حسن سلوک کی تعلیم سیرت طیبہؐ کی روشنی میں

سید جلال الدین عمری

آج دنیا بھر میں مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ان کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ہندوستان ، مغرب اور چین جیسے مقامات پر مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیاں موجود ہیں۔ ان ممالک میں غیر مسلم بھی اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ایک نکتہ موجود ہے ، پیدا کیاگیا ہے ، مسلمان بھی اسے تقویت دیے رہے ہیں، کہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ اجتناب، سوشل بائیکاٹ، شدت و غلظت اور شاید نفرت اور بدسلوکی کی تعلیم دیتا ہے ، لیکن اسلامی تعلیمات اس کے بالکل برعکس ہیں۔

اسلام کی تصویر جن مختلف پہلوؤں سے بگاڑنے بلکہ مسخ کرنے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہتی ہے، ان میں ایک غیر مسلموں سے تعلقات ہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام مسلمانوں سے علیحدگی کے جذبات کو ابھارتا ہے، وہ انہیں دوسروں سے کاٹتا اور الگ تھلگ کرتا ہے، وہ اپنوں اور غیروں کے درمیاں اتنا زبردست فرق پیدا کرتا ہے کہ غیروں کے ساتھ عام انسانی تعلقات کا بھی روادار نہیں، وہ اخلاق کا درس ضرور دیتا ہے لیکن ان کا تعلق اپنے ماننے والے سے ہے، دوسروں سے نہیں ہے۔ جو لوگ اسلام کے دائرے میں آجائیں، انہیں وہ باہم اخلاقی رویہ اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے، لیکن اس دائرے سے باہر اس کی تعلیمات کا رخ بدل جاتا ہے، اور وہ ایک دوسری ہی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے یہ شک بڑی بھیانک ہے۔ اس میں محبت کی جگہ نفرت و عداوت اور نرمی کی جگہ سختی اور درشتگی نمایاں ہوتی ہے اسلام کے ماننے والوں کی اپنے مخالفین سے مخاصمت شروع ہو جاتی ہے اور وہ ان سے برسر پیکار نظر آتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کی اس خود ساختہ تصویر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جن ذہنوں کی پیداوار ہے یا تو وہ ناواقفیت کا شکار ہیں یا دوسروں کو فریب اور دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام مسلمانوں کو باہم اعلیٰ اخلاقی رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، اور ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے۔ ان کے اخلاقی اور قانونی حقوق مقرر کرتا ہے، ان کے درمیان تعاون وتناصر کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اور انہیں ایک نظام حیات دے کر ایک امت بناتا ہے۔ اس امت کو اس نے ایک اعلیٰ نصب العین دیا ہے، وہ یہ کہ دنیا میں خدائے واحد کے علم بردار بن کر اٹھے انسانوں کو ان کی دنیا اور آخرت کی فلاح کا پیغام دے، دنیا میں خیر کو عام کرے بھلائیوں کو پھیلائے اور برائیوں کو مٹائے۔ اس دین کے بارے میں یہ تصور کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں میں کدورت ونفرت پیدا کرتا ہے، انہیں ایک دوسرے کا حریف اور دشمن بناتا ہے اور ان کے تعلقات میں بگاڑ اور فساد کا ذریعہ بنتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

قرآن مجید میں والدین، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، مسافروں اور غلاموں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک ہر ایک کے ساتھ مطلوب ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں ہے جس کے ساتھ بھی غیر اخلاقی رویہ اختیار کیا جائے وہ غیر اسلامی رویہ ہوگا۔

غیر مسلم والدین سے حسن سلوک کی تعلیم: والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم قرآن مجید نے ایک جگہ ان الفاظ میں دیا ہے:

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ وھنا علیٰ وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولو الدیک والی المصیر. وان جاھدک علیٰ ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔(۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھوٹنے میں لگے۔ اس لئے ہم نے اسے وصیت کی کہ تم میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ مان، اور ان کے ساتھ عروف کے مطابق اپنا برتاؤ رکھ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان آیات میں صاف طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ والدین کے ساتھ، چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں، حسن سلوک کیا جائے گا۔ ان کے شرک وکفر کی وجہ سے ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی روا نہ ہوگی۔ علامہ ابوبکر جصاص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے **جاھدک** کے الفاظ سے واضح کردیا ہے کہ حسن سلوک کا یہ حکم مسلم والدین اور غیر مسلم والدین دونوں ہی کیلئے ہے۔ پھر یہ فرما کر **صاحبھما فی الدنیا معروفا**۔ اس حکم کو موکد اور مستحکم کردیا ہے۔

اس کے قانونی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر باپ اولاد کو قتل کردے تو اس سے شریعت کے عام ضابطہ کے مطابق قصاص نہیں لیا جائے گا، وہ اس پر تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں جاری ہوگی، اولاد کے قرض کی عدم ادائیگی پر اسے قید نہیں کیا جائے گا، اور یہ کہ والدین محتاج ہوں تو ان کا نان ونفقہ اولاد پر واجب ہوگا، اس لئے کہ یہ ساری چیزیں معروف کے ساتھ برتاؤ میں آتی ہیں اور اس کے خلاف اقدام اس کے منافی ہوگا۔ (۲)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ آدمی کے والدین کا چاہے مسلمان ہوں یا کافر، نان ونفقہ اس پر واجب ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر والدین کے ساتھ برتاؤ میں معروف کی پابندی کا حکم دیا ہے۔ اس کا تقاضا ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ **لیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالیٰ ویترکھما جوعا**۔ یعنی یہ کوئی نیکی یا معروف نہیں ہے کہ آدمی خود تو اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا رہے اور والدین کو بھوکا مرنے کیلئے چھوڑ دے (۳)

اسلام مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک کا روادار ہے یا نہیں اس کا اندازہ ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر کہتی ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے دوران میری ماں) جو مشرک تھیں، مجھ سے ملنے آئیں ان کا نام قتیلہ تھا جنہیں حضرت ابوبکرؓ نے جاہلیت کے دور میں طلاق دے دی تھی (۴) میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ انہیں مجھ سے کچھ توقع ہے، کیا میں ان کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ صلح رحمی کرو" (۵)

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بطور تحفہ پنیر اور مکھن لائی تھیں۔ حضرت اسماءؓ نے انہیں اپنے گھر میں آنے اور تحفہ قبول کرنے سے انکار کردیا، اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروایا۔ آپؐ نے ان سے کہا کہ وہ ان کا تحفہ قبول کرلیں اور اپنے گھر بھی آنے دیں۔ (۶)

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث سے مشترکہ رشتہ دار کے ساتھ صلح رحمی کا ثبوت ملتا ہے۔ (۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کافر والدین کا انتقال ہو جائے تو مسلمان اولاد ضرورت پر ان کے کفن و دفن کا انتظام کرے
رسول اکرم ﷺ کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے، تو آپؐ نے ان کی عیادت فرمائی۔ جب انتقال ہوا تو حضرت علیؓ نے آ کر آپ کو اطلاع دی۔ ابو طالب کی وفات کا سن کر آپؐ رو پڑے، اور دریافت کیا کہ انہیں کون دفن کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا جاؤ اپنے باپ کو دفن کرو۔ حضرت علیؓ نے کہا وہ تو مشرک تھے اور ہدایت سے محروم تھے۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو دفن کرو پھر کوئی اور کام کئے بغیر سیدھے میرے پاس آؤ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں "میں گیا، انہیں دفن کیا بعض روایات میں غسل اور کفن کا ذکر بھی ہے، (۸) آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے مجھے غسل کا حکم دیا اور دعا دی ایسی دعا کہ جس کے عوض مجھے سرخ وسیاہ اونٹ (دنیا و جہاں کی دولت) بھی پسند نہیں" (۹)
مشہور تابعی مکحول کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب کے جنازہ میں شرکت کی تھی، کنارے کنارے چلے، ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ فرمایا رشتہ نے مجھ کو آپ سے جوڑ دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ ان کی قبر پر آپ کھڑے نہیں ہوئے۔ (۱۰)
ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ ہمارے علماء احناف نے کہا ہے کہ کسی مسلمان کے کافر ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو وہ انہیں غسل دے گا، جنازہ کا ساتھ دیگا اور دفن کرے گا۔ اس لئے ان کے ساتھ معروف کے مطابق حسن سلوک کا جو حکم دیا گیا ہے، یہ اس میں شامل ہے۔ (۱۱)
کافر ماں باپ کے انتقال کے بعد اگر انکی یاد آ جائے تو آدمی ان کی قبر پر بھی جا سکتا ہے
حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی، تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، اور جو صحابہ کرام تھے وہ بھی رو پڑے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت مانگی، تو دے دی گئی، تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، اس سے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ (۱۲)
اس حدیث کے ذیل میں امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے مشرکین کی، ان کی زندگی میں زیارت اور ملاقات اور مرنے کے بعد ان کی قبور کی زیارت کا جواز نکلتا ہے، اس لئے کہ جب ان کی زیارت ان کی وفات کے بعد جائز ہے تو زندگی میں بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہئے۔ (۱۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیر مسلم رشتہ داروں سے حسن سلوک

قرآن مجید نے دیگر رشتہ داروں کے حقوق بھی بیان کئے ہیں، اوران کے ساتھ حسن سلوک کی بار بار تاکید کی ہے۔ احادیث میں بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے۔ ان میں مسلم غیر مسلم دونوں ہی رشتہ دار آتے ہیں، بعض قانونی احکام میں ان کے درمیان فرق ہے۔ لیکن حسن سلوک اور تعاون و ہمدردی کے غیر مسلم رشتہ دار بھی قرار دیئے گئے ہیں۔ یہاں پہلے ایک قانونی فرق کی وضاحت کی جارہی ہے

قرآن مجید نے وراثت کے سلسلہ میں یہ قانون بیان کیا ہے کہ آدمی کے خونی رشتہ دار ہی اس کے وارث ہو سکتے ہیں، غیر رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتے۔ ایک مسلمان کی وراثت کا حق اس کے مسلمان قرابت داروں کا ہی ہے، غیر مسلم قرابت دار اس کے وارث نہیں ہوں گے۔ اسی طرح غیر مسلم کی وراثت کا حق غیر مسلم رشتہ داروں کو ہی حاصل ہوگا، مسلمان رشتہ دار اس سے محروم رہے گا، رسول اکرم ﷺ کی واضح حدیث ہے۔ ''نہ مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہوگا (۱۴)''

ورثاء سے ہٹ کر جو رشتہ دار وارث نہیں ہیں، آدمی ان کی مدد اور تعاون کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہئے، بوقت ضرورت ان کے حق میں وصیت بھی کی جاسکتی ہے۔

والو الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتب الله من المؤمنین والمهجرین الا ان تفعلو الیٰ اولیئکم معروفا۔ (۱۵)

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل ایمان اور مہاجرین میں سے۔ مگر یہ کہ تم اپنے رفیقوں کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہو تو کر سکتے ہو

سوال یہ ہے کہ کیا غیر مسلم مسلم قرابت داروں، غیر مسلم رشتہ داروں کی بھی مدد کی جاسکتی ہے، اور ان کے لئے وصیت کرنا صحیح ہے؟ فقہاء سلف نے اس بات کا جواب اثبات میں دیا ہے۔ اسے وہ جائز سمجھتے ہیں۔ اس کی بنیاد سورۃ احزاب کی یہی آیت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہؓ نے اپنے یہودی عزیز کے لئے وصیت کی تھی (۱۶) حضرت عکرمہؓ کی ایک حدیث میں روایت ملتی ہے کہ حضرت صفیہؓ نے اپنا ایک مکان حضرت معاویہؓ کو ایک لاکھ میں فروخت کیا۔ انہوں نے ایک عزیز سے، جو یہودی تھا، کہا اگر تم اسلام لے آؤ گے تو میرے وارث ہو جاؤ گے، لیکن اس نے ان کی بات نہیں مانی۔ پھر انہوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اس کے نام وصیت کردی۔ بعض لوگوں کے بیان کے مطابق وصیت تیس ہزار کی تھی۔(۱۷)
امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ: ''مسلمان نصرانی کو وصیت کرسکتا ہے''(۱۸) ابن جریج کہتے ہیں:'' میں نے حضرت عطا بن رباحؒ سے سورۃ احزاب کی آیت کے اس فقرہ، **الا ان تفعلوا الیٰ اولیاء کم معروفا** (مگر یہ کہ تم اپنے اولیاء کے ساتھ بھلائی کرو) کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا عطا اور بخشش مراد ہے۔ کیا وہ بخشش جو ایک مومن اپنے کافر قرابت داروں کو کرتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ زندگی میں وہ جو اسے دیتا ہے، اور اپنے بعد اس کے لئے جو وصیت کرتا ہے۔''(۱۹)
حضرت قتادہؒ سے اس فقرہ کی تشریح اس طرح نقل ہوئی ہے: ''ہاں اس کی اجازت ہے کہ تمہارا کوئی قرابت دار جس کا دین تمہارا دین نہ ہو، تم اس کے لئے وصیت کرو۔ وہ رشتہ کے لحاظ سے تمہارا ولی ہے، دین کے لحاظ سے ولی نہیں''۔ حضرت حسن بصریؒ نے بھی اس کے لئے یہی تشریح کی ہے۔ (۲۰) محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں کہ: ''یہ آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی کہ مسلمان یہودی اور نصرانی کو وصیت کرسکتا ہے''(۲۱)
اسلام چاہتا ہے کہ غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ سماجی تعلقات رکھے جائیں اور ان کے ساتھ محبت، ہمدردی، اور تعاون کا رویہ اختیار کیا جائے۔ اس کا ایک ذریعہ تحفہ، تحائف دینا ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں حضرت عمرؓ کے ایک واقعہ سے ملتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جوڑا بطور تحفہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ریشم کے استعمال سے تو آپؐ نے (مردوں) کو منع فرمایا ہے، پھر یہ مجھے کس لئے عطا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا، یہ اس لئے نہیں کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لئے ہے کہ کسی اور کام میں لاؤ، کوئی دوسرا فائدہ اٹھاؤ، حضرت عمرؓ نے یہ جوڑا اپنے ایک (اخیافی) بھائی کو جو مشرک تھے تحفہ میں بھیج دیا۔(۲۲)
اس حدیث کے ذیل میں امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''اس سب میں دلیل ہے اس بات کی، کہ کافر قرابت داروں کے ساتھ صلح رحمی اور ان کے ساتھ حسن سلوک جائز ہے۔ اس میں کفار کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا جواز بھی موجود ہے''(۲۳)
فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی غیر مسلم بیمار ہوجائے تو اس کے مسلمان رشتہ دار کو اس کی عیادت اور خدمت کرنا چاہئے اس کے جنازہ میں شرکت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت عطا بن رباحؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہتے ہیں کہ: ''اگر مسلمان اور کافر کے درمیان قریبی رشتہ داری ہے تو مسلمان کو کافر کی عیادت کرنی چاہئے'' (۲۴) اسی طرح فرماتے ہیں: ''اگر قریبی رشتہ داری ہے، تو مسلمان اور کافر کے درمیان، تو مسلمان کو کافر کے جنازہ میں شریک ہونا چاہئے۔'' (۲۵) فقہ حنفی کی معروف و مستند کتاب ہدایہ میں ہے: جب کسی کافر کا انتقال ہو جائے اسکا ولی اور سرپرست مسلمان ہو تو وہ اسے غسل دے گا اور تجہیز و تکفین کریگا۔ (۲۶)

غیر مسلم پڑوسیوں سے تعلقات: انسان کا عملاً سب سے قریبی تعلق پڑوس سے ہوتا ہے۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہو وہ اتنا ہی سکون اور طمانیت محسوس کرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ پڑوسی اس کے لئے خطرہ نہیں، اس سے اسے کوئی نقصان اور گزند نہیں پہنچے گا بلکہ اس کی جان ،مال، عزت و آبرو محفوظ رہے گی، اور وہ اس کے دکھ درد اور آسائش و راحت میں شریک ہوگا، تو وہ یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ کاروبار حیات میں اپنی ذمہ داری ادا کر سکتا ہے۔ ورنہ وہ سخت دشواریوں سے گزرے گا۔ اسلام نے انسان کو بہترین پڑوسی بننے کی تعلیم دی ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو، اسے اپنے پڑوسی کو اذیت نہیں پہنچانی چاہئے'' (۲۷) حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میرے محبوب (ﷺ) نے مجھ سے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ جب سالن پکاؤ تو پانی بڑھا دو، اور اسے اپنے پڑوسیوں میں سے جس گھر کو ضرورت ہو، اس میں سے کچھ اسے بھیج دو (۲۸)

پڑوسیوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم عام ہے، مسلمان پڑوسی کی طرف سے غیر مسلم پڑوسی بھی اس کے مستحق ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے اس تعلیم سے یہی سمجھا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہاں بکری ذبح ہوئی۔ آپ نے گھر والوں سے دوبار دریافت کیا کہ ہمارے فلاں یہودی پڑوسی کو اس میں سے کچھ بھیجا ہے، اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل مجھے پڑوسی کے معاملہ میں اس قدر تاکید کرتے تھے کہ مجھے خیال ہوتا تھا کہ یہ اسے وارث نہ بنا دیں؟ (۲۹)

رسول اکرم ﷺ نے بنفس نفیس ایک غیر مسلم پڑوسی کی عیادت کی ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ: ''آپؐ بنو نجار کے ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ (اس دوران) اس نے کہا، اے ماموں، آپ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیجئے، اس نے کہا کہ ماموں ہوں یا چچا؟ آپؐ نے فرمایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں ماموں ہیں (اس لئے کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا تعلق مدینہ سے تھا) اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنا میرے حق میں بہتر ہے آپؐ نے فرمایا، ہاں" (۳۰)

حضرت انسؓ سے ایک روایت ہے: "ایک یہودی لڑکا رسول اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھے۔ اس سے کہا کہ تم اسلام لے آؤ۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو قریب ہی بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا ابو القاسم کی بات مان لو چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ نبی وہاں سے یہ کہتے ہوئی نکلے اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے اس بچہ کو جہنم سے بچالیا۔" (۳۱)

ان روایات سے مشرکین اور یہود کی عیادت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسلام کا پیش کرنا تو خیر خواہی کا تقاضا ہے۔ آدمی جسے حق سمجھے اسے وہ ہر حال میں ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ فقہاء نے رسول اکرمؐ کی اس اسوہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ غیر مسلموں کی عیادت اور تعزیت جائز ہے اس میں از روئے شرع کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے: "یہودی اور نصرانی کی عیادت میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ یہ ان کے حق میں ایک طرح کی بھلائی اور حسن سلوک ہے، اس سے ہمیں منع نہیں کیا گیا ہے۔ (ج ۴، ص ۴۷۲) درمختار میں ہے کہ، اس بات پر اجماع ہے کہ ذمی کی عیادت جائز ہے مجوسی کی عیادت کو بھی صحیح قول کی مطابق جائز قرار دیا گیا ہے۔" (۳۲)

اسی طرح تعزیت سے بھی منع نہیں کیا گیا ہے، بلکہ کہا گیا ہے کہ کسی یہودی اور مجوسی کے بچہ کا انتقال ہو جائے، تو اس کے مسلمان پڑوسی کو اس کی تعزیت کرنی چاہیے، اور کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بہتر جانشیں عطا فرمائے، اور آپ کے حالات کو بہتر بنائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کیلئے بھی رحمت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی و حوالہ جات

(۱) سورۃ لقمان۔۱۴۔۱۵

(۲) جصاص، ابوبکر احکام القرآن، ج ۳، ص ۴۳۳

(۳) ایضاً، ج ۲، ص/ ۲۶۔۴۲۵

(۴) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵/ ۲۳۳

(۵) بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری کتاب الھبہ اور صحیح مسلم کتاب الزکوۃ

(۶) شوکانی، نیل الاوطار، ج/ ۶، ص/ ۱۰۶

(۷) نووی، شرح مسلم، ج ۳، ص/ ۸۹

(۸) زیلعی، نصب الرأیہ، ج ۲، ص/ ۲۸۱، ۲۸۲

(۹) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث البجستانی۔ سنن ابوداؤد کتاب الجنائز اور سنن نسائی کتاب الطہارۃ

(۱۰) عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق، ج ۶، ص/ ۳۸

(۱۱) جصاص، ابوبکر۔ احکام القرآن، ج ۶، ص ۳۶۲

(۱۲) مسلم، بن الحجاج القشیری۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز اور سنن ابوداود کتاب الجنائز

(۱۳) نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۳، جز ۸، ص/ ۴۵

(۱۴) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الفرائض

() الاحزاب ۳۳: ۶

(۱۶) دارمی، سنن دارمی کتاب الوصایا، ج ۶، ص ۸۱۷

(۱۷) عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق، ج، ص/ ۳۳

(۱۸) ایضاً

(۱۹) ایضاً ص/ ۳۴

(۲۰) ایضاً

(۱۲) قرطبی، الا جامع الاحکام القرآن، ۲۴/ ۱۲۶

(۲۲) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الھبۃ۔ صحیح مسلم کتاب اللباس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲۳) نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۵، ص ۹

(۲۴) عبدالرزاق، مصنف عبدالرزاق ج ۶، ص/ ۳۵

(۲۵) ایضاً ص/ ۳۶

(۲۶) مرغینانی ج/ ا، ص/ ۱۶۱

(۲۷) ابوداؤد، سنن ابوداؤد کتاب الادب

(۲۸) مسلم، بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم کتاب البر

(۲۹) ابوداؤد، سنن ابوداؤد کتاب الادب

(۳۰) ابن حنبل مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص/ ۱۵۲

(۳۱) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الجنائز

(۲۳) شامی، درمختار، ج ۵، ص/ ۴۳۱

منزل قریب ہے

کچھ غم نہیں ہے، حق کہ جو باطل قریب ہے ہے باعث خوشی کے مقابل قریب ہے
گردانتے تھے جو حق کو آسان ٹارگیٹ خطرہ انہیں بھی ہوگیا مشکل قریب ہے
اہل جنوں نے اہل خرد پر جتا دیا اب مٹ رہے ہیں فاصلے منزل قریب ہے
اے ناخدائے امت مسلم بعزم نو ٹکراتا آندھیوں سے کہ ساحل قریب ہے
ہیں پھر بھی سر بدست روانہ بسوئے دار دیوانے جانتے ہیں کہ قاتل قریب ہے
کیوں کر نہ محو رقص ہو وقت فدائے جاں محبوب کے وصال سے بسمل قریب ہے
القدس تیری یاد وظیفہ ہے جان کا گو جسم تو ہے دور مگر دل قریب ہے
اب رہروان شوق کی رفتار دیکھ کر محسوس ہورہا ہے کہ منزل قریب ہے
جو کچھ گنوا چکے، تو نہیں اس کا کوئی غم اے عزم شاد باش کہ منزل قریب ہے

(حاصل تمنائی)

© rasailojaraid.com